221
۳/۲/۱۲ع

۱۴/ربیع ۱۴۴۲ھ

باسمہ تعالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین درج ذیل امر کے بارے میں:

لکھنؤ میں ایک مشہور عالم ہیں، جو پہلے ایک اہم دینی ادارہ سے منسلک تھے، انہوں نے صحابہ کرام کی مقدس ومحترم جماعت کو ایک عرصہ سے تنقیص کا نشانہ بنا رکھا ہے، ایک سال قبل جب ان کی تقریریں اور تحریریں سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تھیں، تو اہل حق علماء کی طرف سے ان کی تلبیسات وتدلیسات کے مدلل جوابات دے دیے گئے تھے، جس سے بحمد اللہ عوام کی بے چینی و بے قراری ایک حد تک دور ہوگئی تھی اور شبہات کا ازالہ ہوگیا تھا، پھر انہوں نے خود بھی بحث بند کرنے کا اعلان کر دیا تھا حالانکہ مشاجرات جیسے نازک موضوع کو موصوف ہی نے چھیڑا تھا اور حدود سے تجاوز کرتے ہوئے صحابہ کرام کی عظمت وتقدس کو سخت ٹھیس پہنچائی تھی اور نازیبا کلمات استعمال کرتے ہوئے بے جا جرح وتنقید کی تھی، اس اعلان کے بعد بھی وہ وقتاً فوقتاً صحابہ کرام کی تنقیص پر مشتمل تقریریں کرتے رہے اور بعض کتابیں بھی شائع کیں۔

ادھر ایک ماہ قبل انہوں نے پھر مشاجرات صحابہ کو شدت سے اپنی تقریروں کا موضوع بنایا اور اس بار صحابہ کرامؓ کی مقدس ومبارک گروہ کو پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ نشانہ بنایا اور بعض جلیل القدر صحابہ کرام کی شان میں برملا رکیک اور جارحانہ تبصرے کیے ان کو عاصی، باغی، طاغی، مجرم، حکومت کا حریص اور ظالم تک کہہ دیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے الزام لگایا کہ انہوں نے (نعوذ باللہ) حدیثوں کا ایک ذخیرہ گول کر دیا تھا اور اس پر نہایت سخت لہجہ میں تبصرہ کیا کہ کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں چھپانے کا حق نہیں ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت پر بھی سوالیہ نشان کھڑے کیے اور صحابی کی تعریف ومصداق میں جمہور کی رائے چھوڑ کر ایک الگ راہ اختیار کر لی، اور صحابی کی معروف تعریف کو اہل سنت کا غلو اور دین میں تحریف قرار دیا، نیز یہ عالم امت کے اجماعی موقف الصحابۃ کلھم عدول سے شدید اختلاف کرتے ہیں اور صحابہ کو جرح وتعدیل سے ماوراء نہیں قرار دیتے بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ منافق بھی صحابہ تھے اور صحابہ میں ہر قسم کے اچھے برے لوگ تھے، اہل سنت والجماعۃ صحابہ کی عدالت پر جن آیات وحدیث سے استدلال کرتے ہیں ان کو وہ غلط معانی پہنا کر عدالت صحابہ کے نظریہ کو بالکل غلط اور بے دلیل قرار دیتے ہیں، نیز مذکورہ بالا عالم

صاحب نے ترتیب نزولی پر قرآن کو مرتب کر کے اپنے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا اور اسے عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جیسے کہ ماضی میں بعض مستشرقین اور عنایت اللہ مشرقی نے بھی ایسی کوششیں کی تھیں۔

پہلے کی طرح اس بار بھی موصوف نے ساری بے راہ روی کی باتیں کرنے کے بعد اچانک بحث کو بند کرنے کا اعلان اس طور پر کیا کہ اب حق واضح ہو چکا ہے اور حجت تمام ہو چکی ہے اس لیے میں امت میں اتحاد قائم کرنے کے لیے اس بحث کو بند کرتا ہوں؛ لیکن اپنی تقریروں سے نہ رجوع کا اعلان کیا اور نہ اپنی مطبوعہ تحریروں کے بارے میں کوئی وضاحت جاری کی، اور نہ ہی اپنے آفیشیل اکاؤنٹ سے ان تقریروں کو ڈلیٹ کیا، سنجیدہ طبقہ کو اس بات سے سخت تشویش ہے کہ ان کی تقریریں اور تحریریں عوام میں پھیل چکی ہیں اور سوشل میڈیا پر مسلسل وائرل ہو رہی ہیں جس سے واقعہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے سلسلے میں لوگ نادانستہ طور پر بدگمانیوں کا شکار ہو رہے ہیں اور اس پاکیزہ جماعت کے بارے میں اب تک امت مسلمہ میں جو عظمت وتقدس اور ان کی عدالت وثقاہت کی فضا بنی ہوئی ہے، اس پر زد پڑ رہی ہے، نوجوان طبقہ کا ذہن ودماغ بری طرح متاثر ہو رہا ہے ان کے محبین اور متعلقین کی ایک جماعت بھی تیار ہوگئی ہے جو مسلسل سبّ وشتمِ صحابہ میں مصروف ہے، اور موصوف اپنے افکار کے نہ صرف پرزور داعی ہیں؛ بلکہ اپنی تقریروں میں علماء کو کھلم کھلا چیلنج بھی کرتے ہیں اور اپنے محبین کے حلقے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے نظریات قرآن وحدیث کے عین مطابق ہیں، جو لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے، وہ منکر حدیث ہیں اور عنداللہ ماخوذ ہوں گے اور روز قیامت شفاعت سے محروم رہیں گے۔

اس لیے ہمیں ناگزیر محسوس ہوا کہ محض امت مسلمہ کی خیر خواہی کے پیش نظر آپ حضرات کی خدمت میں ان کی مطبوعہ تحریروں کے منتخب اقتباسات مکمل سیاق وسباق کے ساتھ ارسال کر کے واضح حکم شرعی دریافت کریں، ہمیں امید ہے کہ صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ اور مشاجرات صحابہ جیسے نازک موضوع کے سلسلے میں امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کرتے ہوئے دلائل شرعیہ کی روشنی میں منسلکہ نظریات کا جو بھی شرعی حکم ہو، بلاخوف لومۃ لائم واضح کیا جائے گا، واضح رہے کہ موصوف کے افکار ونظریات کے مفصل رد کی حاجت نہیں ہے اہل علم اس سے واقف ہیں، قدیم وجدید کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے، ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا عالم کے بارے میں آپ درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر فرما کر امت مسلمہ کی بروقت رہنمائی فرمائیں گے:

الف- اس عالم کے مذکورہ عقائد وافکار گمراہی شمار ہوں گے یا نہیں؟ اگر وہ عالم گمراہ ہے تو اس کی گمراہی کس

نوعیت کی ہے؟

ب- جو مدرسہ اس عالم کے انتظام وانصرام میں چلتا ہو اس میں اپنے بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کے لیے بھیجنا درست ہے یا نہیں؟ خصوصاً اس وقت جبکہ اس مدرسہ میں پڑھانے والے اساتذہ اس عالم کے نظریہ سے بڑی حد تک واقف ہوں۔

ج- ایسے عالم کے ساتھ مسلمانوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ اس کی تقریروں، مجلسوں اور دروس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

د- ایسے افکار کے حامل شخص اور ان کے مؤیدین کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

نوٹ: عالم موصوف کی مطبوعہ کتابوں، مثلاً: علمائے اہل سنت سے چند سوالات، لفظ صحابہ کے بارے میں غلط فہمیاں، اللہ جل جلالہ کے بے لاگ قوانین اور فیصلے، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب اور تہذیب علوم الحدیث کے بعض ضروری صفحات اور تقریروں کے منتخب اقتباسات منسلک ہیں۔

المستفتی
عرفان نصر فاروقی ندوی
لکھنؤ (یوپی)
۲۰/۰۹/۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۱/تتمہ/د

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

حامدا ومصلیا ومسلما الجواب وباللہ التوفیق

اس سلسلے میں پہلے چند بنیادی اور اصولی باتیں سمجھنا ضروری ہے:

(۱) محدثین کے نزدیک صحابی کی صحیح ومقبول اور معتمد تعریف یہ ہے: من لقی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمنا ومات علی الاسلام، یعنی: جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور اسلام کی حالت میں اس کا انتقال ہوا ہو، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے ''الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ'' میں اس تعریف کے بارے میں لکھا ہے: أصح ما وقفت علیہ (یہ صحیح ترین تعریف ہے) اور ''فتح الباری'' میں اس کو جمہور محدثین کا قول قرار دیا ہے، صاحب مواہب لدنیہ اور اس کے شارح علامہ زرقانیؒ نے بھی اسی تعریف کو راجح اور جمہور محدثین اور اصولیین کا مذہب بتایا ہے اھ شیخ عوامہ نے ''تدریب الراوی'' کے حاشیہ میں علامہ عراقی کی ''شرح الالفیۃ'' کے حوالہ سے اسی تعریف کو راجح قرار دیا ہے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''ہدایۃ الشیعۃ'' میں صحابی کی یہی تعریف بیان کی ہے، اس تعریف کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صحابی ہونے کے لیے صحبت کی کوئی مدت معین نہیں ہے، جس نے بحالت اسلام ایک نظر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور ایمان کی حالت ہی میں اس کا انتقال ہوا اس کو صحابی کہا جائے گا، حافظ ابوالقاسم ہبۃ اللہ طبری نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ'' میں حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کا واضح قول ذکر کیا ہے کہ صحبت کے لیے کوئی مدت متعین نہیں ہے، جس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو خواہ ایک سال یا ایک ماہ یا ایک دن یا ایک ساعت یا آپ کو ایک نظر دیکھ لیا ہو تو اس کو صحابی کہا جائے گا، مذکورہ تعریف کے علاوہ صحابی کی دوسری تعریفات محدثین کے نزدیک مرجوح ہیں۔

(۲) اگرچہ صحابہ کرام کے درمیان باہم درجاتِ فضائل میں بہت کچھ تفاوت ہے؛ لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ایک عقیدہ سب کے بارے میں بلا استثناء اور بلا اختلاف اجماعی ہے، وہ یہ ہے کہ الصحابۃ کلھم عدول، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل وثقہ ہیں، اس سے جس کسی نے بھی اختلاف کیا ہے، وہ ہمیشہ سے مسترد ہوا ہے، صدیوں سے یہ عقیدہ بالتواتر مسلم ہے اور جزء ایمان ہے جس کے بارے میں ازسرنو تحقیق کی نہ ضرورت ہے، نہ گنجائش ہے، امام خطیب بغدادیؒ نے ''الکفایۃ فی علم الروایۃ'' میں مستقل باب قائم کیا ہے: باب ما جاء في تعديل الله ورسوله للصحابة، وأنه لا يحتاج للسؤال عنه، اس کے تحت کئی قرآنی آیات اور احادیث رسول سے عدالت صحابہ کو ثابت کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے ''الاصابہ فی تمییز الصحابہ'' میں خطیب بغدادیؒ کی مذکورہ بحث ذکر کی ہے، ''صحیح ابن حبان'' میں بھی عدالتِ صحابہ کا مستقل عنوان ہے: ذكر الخبر الدال على أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم ثقات عدول، ''مقدمہ صحیح ابن حبان'' میں مشہور حدیث ألا ليبلغ الشاهد منكم الغائب سے تمام صحابہ کرام کی عدالت کو ثابت کیا ہے اور شیخ عوامہ نے ''خطوات منہجیۃ فی اثبات عدالۃ الصحابۃ''، ص: ۱۴ میں حدیث کے مذکورہ جملہ کو متواتر ثابت کیا ہے، علامہ شاطبیؒ نے بھی ''الموافقات'' میں آیت قرآنی:

Pin - 247554 U. P. India

E-mail: mohtamim@darululoom-deoband.com

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

حوالہ .... التاریخ ....

وکذلک جعلنا کم أمۃ وسطا کے تحت عدالت صحابہ کو تفصیل سے ثابت کیا ہے، محدثین اور فقہاء کی عبارات اس سلسلے میں صریح اور قاطع ہیں، ''الفقہ الاکبر'' میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ہم ہر صحابی کا تذکرہ خیر ہی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اھ امام طحاویؒ نے ''العقیدۃ الطحاویہ'' میں جو اصول دین کی نہایت مستند کتاب ہے؛ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کی تفصیل ذکر کی ہے، فرماتے ہیں: ہم تمام صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں، کسی کی محبت میں کمی نہیں کرتے ہیں، نہ کسی سے اظہارِ براءت کرتے ہیں، ہاں جو اُن سے بغض رکھتا ہے یا خیر کے علاوہ کے ساتھ ان کا ذکر کرتا ہے، تو ہم اس سے بغض رکھتے ہیں، ہم صحابہ کا تذکرہ خیر ہی کے ساتھ کرتے ہیں، ان کی محبت دین و ایمان اور احسان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی کی علامت ہے اھ علامہ ابن الہمامؒ نے ''مسایرہ'' میں لکھا ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کا تزکیہ یعنی گناہوں سے پاکی بیان کی جائے اس طرح کہ ان سب کو عادل مانا جائے اور ان پر کسی قسم کا طعن کرنے سے پرہیز کیا جائے اور ان کی مدح وثنا کی جائے اھ۔ علامہ محب اللہ نے ''مسلم الثبوت'' میں عدالت صحابہ کو اہل السنہ کا مسلک قرار دیا ہے، ابن امیر حاج نے ''التقریر والتحبیر'' میں علامہ تاج الدین سبکی کے حوالے سے اس سلسلے میں نہایت نفیس بحث ذکر کی ہے، فرماتے ہیں کہ اس بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام کی عدالت کا بلا تردد یقین کرتے ہیں، صحابہ کرام پر طعن وتشنیع کرنے والا شخص گمراہی اور کھلے ہوئے خسارے میں ہے اھ آل تیمیہ کی ''المسودہ فی اصول الفقہ'' میں ہے کہ اسلافِ امت اور جمہورِ خلف کا اِس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام عادل ہیں، کیونکہ اللہ تعالی نے ان کی تعدیل فرمائی ہے اھ حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ اہل سنت کے اصول عقائد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ اپنے دلوں اور زبانوں کو صحابہ کے معاملے میں صاف رکھتے ہیں اھ حافظ ابن الصلاح نے مقدمے میں اور قاضی ابو الولید باجی نے ''احکام الفصول'' میں لکھا ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی عدالت کے بارے میں سوال بھی نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے، قرآن وسنت کی نصوص قطعیہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اھ حافظ ابن حجرؒ نے ''الاصابہ'' میں ایک خاص فصل اسی مقصد کے لیے قائم کی ہے اور اس کے تحت لکھا ہے کہ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سارے صحابہ عادل ہیں، اس عقیدے کی مخالفت سوائے چند مبتدعین کے کوئی دوسرا نہیں کرتا، مزید لکھتے ہیں کہ صحابہ کی تعظیم اگر چہ ان کی ملاقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوڑی دیر ہی رہی ہو خلفائے راشدین کے نزدیک ایک مقرر اور مانی ہوئی بات تھی اھ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں جو اختلافات کے فتنے میں مبتلا ہوئے وہ بھی اور دوسرے بھی اھ۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عدالت کا تمام صحابہ کرام میں عام ہونا ہی جمہور کا قول ہے اور یہی معتبر ہے اھ علامہ عراقیؒ نے ''شرح الفیہ'' میں اسی کو ترجیح دی ہے کہ بلا استثنا تمام صحابہ کرام کا عادل ہونا ہی جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے، امام غزالیؒ نے ''المستصفی'' میں اور امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں جمہور اہل حق امت کا اس پر اجماع نقل کیا ہے، ملا علی قاریؒ نے ''شرح فقہ اکبر'' میں لکھا ہے کہ جمہور علماء کا مذہب یہ کہ صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے دور میں پیش آنے والے اختلافات سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اھ

(۳) حضرت علیؓ سے قتال کرنے والے صحابہ کرام کو (نعوذ باللہ) فاسق قرار دینا معتزلہ کی رائے ہے، علامہ ابن کثیرؒ نے "الباعث الحثیث" میں اور علامہ ابن الاثیر جزری نے "جامع الاصول" میں معتزلہ کے قول کو دلائل کے ساتھ باطل اور مردود قرار دیا ہے۔

(۴) تمام صحابہ کرام سے محبت رکھنا، ان کا ادب واحترام کرنا، ان کی تعظیم وتکریم اور ان کی اقتدا واجب وضروری ہے، کسی بھی صحابی کو برا کہنا اور ان پر طعن وتشنیع کرنا قطعا جائز نہیں ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں: صحابہ کو برا بھلا کہنا حرام ہے، یہ سخت ترین محرمات میں سے ہے، خواہ صحابہ میں سے کوئی فتنے کی حالت سے دو چار ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، سب کا حکم ایک ہی ہے؛ اس لیے کہ اُن اختلافات میں سب کا مبنی اجتہاد اور تاویل تھا، قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی صحابی کو برا کہنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ایسے شخص کی تعزیر کی جائے گی اھ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: ہم لوگ صحابہ کا صرف ذکر خیر ہی کریں گے، وہ ہمارے دینی امام اور مقتدا ہیں، ان کو برا کہنا حرام ہے اور ان کی تعظیم ہم پر واجب ہے اھ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: یقینا صحابہ کرام کی جماعت بھی انبیاء علیہم السلام کے حکم میں ہوگی، پس جس طرح کسی نبی پر تنقید نہیں کی جاسکتی اور ان کی بات واجب التسلیم ہوتی ہے بوجہ دلائل قطعیہ یقینیہ کے، اسی طرح صحابہ کرام پر بھی تنقید کرنے کی نیت کرنا بد دینی اور کھلی ہوئی گمراہی ہے اھ خطیب بغدادیؒ نے "الکفایۃ" میں بسند نقل کیا ہے کہ امام ابوزرعہ رازیؒ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ کسی صحابی کی تنقید کرتا ہے تو جان لو کہ وہ بد دین ہے اھ ابن عساکر نے حضرت امام احمدؒ سے بسند نقل کیا ہے، جس کو علامہ ابن تیمیہ نے بھی اپنے رسالے "حکم سبّ الصحابہ" میں ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو دیکھو کہ کسی صحابی پر تنقید کررہا ہے، تو سمجھ لو کہ اس کا دین مشکوک ہے، حضرت امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتا ہے، کیا اس کو رافضی کہا جائے گا؟ فرمایا: ان صحابہ کی تنقیص کی جرأت وہی کرسکتا ہے جو بد باطن ہو، کوئی بھی شخص کسی بھی صحابی رسول سے اگر بغض رکھتا ہے، تو یہ اس کے بد باطن ہونے کی علامت ہے۔ اھ ابن عساکر نے بسند نقل کیا ہے اور حافظ مزیؒ نے بھی "تہذیب الکمال" میں حضرت امام نسائی کے ترجمے کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امام نسائیؒ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اسلام کی مثال اس گھر کی سی ہے جس کا ایک دروازہ ہو، پس اسلام کا دروازہ صحابہ کرام ہیں، جو شخص صحابہ کو تکلیف پہنچائے، گویا وہ اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے، جیسے کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے تو گویا وہ گھر کے اندر داخل ہونا چاہتا ہے، لہٰذا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے، تو اس کا اصل نشانہ صحابہ کرام ہی ہیں۔ اھ حضرت امام وکیعؒ سے منقول ہے کہ جس طرح دروازے کا کنڈا ہلانے سے پورے دروازے میں حرکت ہوتی ہے، اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مثال ہے، جو ان کو نشانہ بنائے گا، ہم ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کے بارے میں بھی اس کو متہم سمجھیں گے۔ اھ، علامہ مرتضی زبیدی شرح احیاء میں لکھتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام کا عدالت کے ذریعہ تزکیہ کرنا اور ان پر کسی طرح کا بھی طعن کرنے سے بچنا واجب ہے اور دیندار کے لیے زیبا ہے کہ صحابہ جس حال پر عہد نبوی میں تھے، اسی حال پر آخر تک ان کو باقی

رکھنے والا اعتقاد کرے، پس اگر کوئی لغزش نقل کی جائے تو عاقل کو چاہیے کہ اس نقل پر غور کرے، اگر وہ کمزور ہو، تو اس کو رد کردے اور اگر ایسا نہ ہو اور روایت آحاد میں سے ہو تو بھی امرِ متواتر میں اور جس چیز کی شاہد نصوص ہوں وہ نقل کوئی قدح پیدا نہیں کر سکتی اھ۔

حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندیؒ ایک سوال: کہ ایک شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں الفاظ: دغاباز، خائن، جھوٹا، خاطی، آلِ رسول کا دشمن، نبیوں سے لڑنے والا کہتا ہے، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ کے جواب میں لکھتے ہیں: ایسا شخص گنہگار اور فاسق ومبتدع ہے اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اس کو فوراً توبہ کرنی چاہیے، کسی صحابی کی شان میں ایسی گستاخی کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں، بہت سے بہت یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوئی، جس سے ان کی شان صحابیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اھ (فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۸ / ۴۵۳، سوال نمبر: ۶۴۵، مطبوعہ مکتبہ دار العلوم دیوبند) نیز ایک دوسرے سوال: کہ جس کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کی عظمت وعزت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو؛ بلکہ ایک قسم کی توہین ٹپکتی ہو اس کتاب کا پڑھنا اور جس کا عقیدہ اس کے موافق ہو اس کا امام بنانا کیسا ہے؟ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی کاتب وحی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے، ان کی شان میں ایسے الفاظ لکھنا نہایت سوء ادبی اور لکھنے والے کے فسادِ عقیدہ کی دلیل ہے، پس ایسی کتاب کا دیکھنا اور اس پر عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے اور جس کا عقیدہ ایسا ہو وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اس کو معزول کردیں اھ (فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۸ / ۴۵۲، سوال نمبر: ۶۴۳، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم دیوبند، نیز دیکھیے: کفایت المفتی: ۱ / ۳۳۳، جواب نمبر: ۳۲۲، مطبوعہ زکریا، دیوبند) فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں کہ جن مقدس ہستیوں کو رسول اکرم نے امین قرار دیا، آج ان کے متعلق یہ بحث کرنا کہ ان سے گناہ صادر ہوئے تھے اور انھوں نے فلاں فلاں گناہ کیے ہیں درحقیقت ان کی امانت وذمہ داری کو مجروح کرکے ان سے بے اعتمادی پیدا کرنا ہے جس کی زد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر پڑتی ہے کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نااہلوں پر اعتماد فرمایا اور اتنی بڑی امانت کی ذمہ داری ان کے سر ڈالی جس کے وہ اہل نہیں تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا دین مخدوش و ناقابل اعتماد ہوجائے گا۔ (فتاوی محمودیہ: ۲ / ۱۸۸، مطبوعہ دار المعارف، دیوبند) نیز فرماتے ہیں کہ صحابہ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی نہ کی جائے کہ ایمان کے لیے خطرناک ہے۔ (فتاوی محمودیہ: ۲ / ۱۹۴، مطبوعہ دار المعارف، دیوبند)

(۵) مشاجرات صحابہ کے بارے میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے ان کے درمیان جو کچھ واقعات پیش آئے، وہ اجتہاد پر مبنی تھے، اس کی بنیاد پر کسی کی تفسیق وتنقیص کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، ان کے بارے میں سکوت اختیار کرنا چاہیے اور ان کی شان میں کوئی ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیے جس سے کسی کی تنقیص ہوتی ہو، حافظ ابن حجرؒ ''فتح الباری'' میں لکھتے ہیں: اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کے درمیان جو مشاجرات ہوئے، ان کی وجہ سے کسی پر طعن کرنا ممنوع ہے اگر چہ یہ جان لیا جائے کہ ان میں سے حق پر کون تھا؛ اس لیے کہ صحابہ کرام نے وہ جنگیں اجتہاد کی بنیاد پر کیں اور اللہ تعالی نے اس شخص کو معاف کیا ہے جس سے اجتہاد میں خطا ہوجائے؛ بلکہ یہ

ثابت ہے کہ اس کو ایک اجر ملے گا اور درست اجتہاد کرنے والا دوہرے اجر کا مستحق ہوگا اھ۔ اسی طرح کی بات علامہ عینی نے بھی لکھی ہے، علامہ ابن الہمامؒ لکھتے ہیں: حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو جنگیں ہوئیں وہ اجتہاد پر مبنی تھیں اھ امام غزالیؒ نے بھی ''احیاء علوم الدین'' میں اسی طرح کی بات لکھی ہے، علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان کے بارے میں اہل سنت سکوت اختیار کرتے ہیں، امام قرطبیؒ نے اس سلسلے میں اہل سنت کے مسلک کی بہترین ترجمانی کی ہے، لکھتے ہیں: یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابی کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے؛ اس لیے کہ ان سب حضرات نے اپنے اپنے طرز عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا اور سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی، یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے باہمی اختلافات سے کف لسان کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر بہترین طریقے پر کریں؛ کیونکہ صحابیت بڑی حرمت وعظمت کی چیز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اللہ نے انہیں معاف کر رکھا ہے اور ان سے راضی ہے اھ ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ مشاجرات صحابہ کے بارے میں جو باتیں باطل اور جھوٹی ہیں، ان کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جائے گا اور جو باتیں صحیح وثابت ہیں، ان کے بارے میں اچھی تاویل کی جائے گی اھ

(٦) پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کی معرفت، ان کے درجات اور ان میں پیش آنے والے باہمی اختلافات کا فیصلہ کوئی عام تاریخی مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ معرفت صحابہ تو علم حدیث کا ایک اہم جزء ہے جیسا کہ ''مقدمہ اصابہ'' میں حافظ ابن حجرؒ نے اور ''مقدمہ استیعاب'' میں حافظ ابن عبدالبرؒ نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور صحابہ کرام کے باہمی تفاضل ودرجات اور ان کے درمیان پیش آنے والے اختلافات کے فیصلہ کو علمائے امت نے عقیدہ کا مسئلہ قرار دیا ہے اور تمام کتب عقائد اسلامیہ میں اس کو ایک مستقل باب کی حیثیت سے لکھا ہے، ایسا مسئلہ جو عقائد اسلامیہ سے متعلق ہو اور اسی مسئلہ کی بنیاد پر بہت سے اسلامی فرقوں کی تقسیم ہوئی ہو، اس کے فیصلے کے لیے بھی ظاہر ہے کہ قرآن وسنت کی نصوص اور اجماع امت جیسے شرعی حجت درکار ہیں، اس کے متعلق اگر کسی روایت سے استدلال کرنا ہے تو اس کو محدثانہ اصول تنقید پر پرکھنا واجب ہے، اس کو تاریخی روایتوں میں ڈھونڈنا اور ان پر اعتماد کرنا اصولی اور بنیادی غلطی ہے، وہ تاریخیں کتنے ہی بڑے ثقہ اور معتمد علمائے حدیث ہی کی لکھی ہوئی کیوں نہ ہوں، ان کی فنی حیثیت ہی تاریخی ہے جس میں صحیح وسقیم روایات جمع کردینے کا عام دستور ہے۔ (ماخوذ از مقام صحابہ، ص: ۳۵، ۳۶، ۳۷، مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مطبوعہ مسعود پبلشنگ، دیوبند)

سلف وخلف اور متقدمین ومتاخرین اصولیین، محدثین، فقہاء اور اکابر کی مذکورہ واضح تصریحات سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت وثقاہت اور ان کا جرح وتنقید سے بالاتر ہونا قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ نصوص اپنی دلالت میں صریح ومحکم ہیں، یہ اہل السنۃ والجماعۃ کا ایک مسلمہ عقیدہ ہے، جس پر جمہور امت کا اجماع ہے اور ان کے درمیان جو اختلافات رونما ہوئے، ان کو اجتہادی قرار دیتے ہوئے سکوت اختیار کرنا اور کسی بھی صحابی کی شان میں منفی تبصرہ کرنے سے احتراز کرنا بھی اہل سنت کا مذہب ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

(الف) سوالنامے کے ساتھ تحریر وتقریر کے جو اقتباسات منسلک کیے گئے ہیں، ان کو پڑھنے سے واضح ہے کہ مذکورہ شخص کے عقائد ونظریات جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے قطعاً خلاف ہیں اور موجبِ فسق ہیں اور منسلکہ صفحات میں جن نصوص سے استدلال کیا گیا ہے، وہ قطعاً درست نہیں ہے، یہ محض کم علمی اور کج فہمی سے عبارت ہے، برملا صحابہ کی شان میں باغی، طاغی، مجرم، حکومت کا حریص اور ظالم جیسے الفاظ استعمال کرنا اور ان کی تنقیص وتفسیق براہ راست ایمان کے لیے نہایت خطرناک ہے، ایسے نظریات کا حامل کوئی بھی ہو بلا شبہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کی بھی ضلالت کا سبب ہے، نفوس سلیمہ ایسی باتوں کو کبھی قبول نہیں کر سکتے، اگر کسی کو ایسی باتیں بھلی معلوم ہوتی ہیں، تو خود اس کے اندر زیغ ہے۔

(ب) ایسے شخص کے انتظام وانصرام میں چلنے والے مدرسہ میں بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کے لیے بھیجنا فسادِ عقیدہ کے اندیشہ کی وجہ سے قطعاً جائز نہیں ہے۔

(ج) مسلمانوں کے لیے ایسے شخص کو مقتدا ماننا، اس کی تقریر سننا، تحریر پڑھنا اور دروس میں شریک ہونا نہ صرف یہ کہ ناجائز ہے، بلکہ ایمان کے لیے سخت خطرناک اور نقصاندہ ہے۔

(د) ایسے شخص کی اقتدا میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

حوالہ جات بالترتیب ذیل میں ملاحظہ کریں:

قال الحافظ أبو القاسم هبة الله ابن الحسن الطبری: کل من صحبه سنة أو شهرا أو یوما أو ساعة أو رآه فهو من أصحابه۔ (شرح أصول أهل السنة والجماعةمن الکتاب والسنة واجماع الصحابه والتابعین من بعدهم، ص: ۱۸۰، دار طیبة للنشر والتوزیع، نیز صحابی کی راجح تعریف سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے: عظمت صحابہ، ص: ۷ تا ۱۰، مؤلفہ: محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمان اعظمیؒ، مطبوعہ مرکز تحقیقات وخدمات علمیہ، مئو، تالیفات رشیدیہ، ص: ۵۴۵، رسالہ: ہدایۃ الشیعہ، مؤلفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مطبوعہ: مکتبۃ الحق، ممبئی

قال الخطیب البغدادی: باب ما جاء في تعدیل الله ورسوله للصحابة، وأنه لا یحتاج للسؤال عنهم، وإنما یجب ذلك فیمن دونهم کل حدیث اتصل إسناده بین من رواه وبین النبي صلی الله علیه وسلم، لم یلزم العمل به إلا بعد ثبوت عدالة رجاله، ویجب النظر في أحوالهم، سوی الصحابي الذي رفعه إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم، لأن عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعدیل الله لهم وإخباره عن طهارتهم، واختیاره لهم في نص القرآن فمن ذلك قوله تعالی: {کنتم خیر أمة أخرجت للناس} وقوله: {وکذلك جعلناکم أمة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا}۔۔۔في آیات یکثر إیرادها ویطول تعدادها، ووصف رسول الله صلی الله علیه وسلم الصحابة مثل ذلك، وأطنب في تعظیمهم، وأحسن الثناء علیهم، فمن الأخبار المستفیضة عنه في هذا المعنی۔۔۔ والأخبار في هذا المعنی تتسع، وکلها مطابقة لما ورد في نص القرآن، وجمیع ذلك یقتضي طهارة الصحابة، والقطع علی تعدیلهم ونزاهتهم، فلا یحتاج أحد منهم مع تعدیل الله تعالی لهم المطلع علی

بواطنهم إلى تعديل أحد من الخلق لهم، فهم على هذه الصفة إلا أن يثبت على أحدهم ارتكاب ما لا يحتمل إلا قصد المعصية، والخروج من باب التأويل، فيحكم بسقوط عدالته، وقد برأهم الله تعالى من ذلك، ورفع أقدارهم عنه، على أنه لو لم يرد من الله عز وجل ورسوله فيهم شيء مما ذكرناه لأوجبت الحال التي كانوا عليها، من الهجرة، والجهاد، والنصرة، وبذل الأموال، وقتل الآباء والأولاد، والمناصحة في الدين، وقوة الإيمان واليقين - القطع على عدالتهم والاعتقاد لنزاهتهم، وأنهم أفضل من جميع المعدلين والمزكين الذين يجيؤن من بعدهم أبد الآبدين. هذا مذهب كافة العلماء ومن يعتد بقوله من الفقهاء۔ (الكفاية فی علم الرواية: ۱/۴۶، المكتبة العلمية، المدينة المنورة) كذا فی الاصابة فی تمييز الصحابة: ۱/۱۶۳، الفصل الثالث فی بيان حال الصحابة من العدالة، دار الكتب العلمية، بيروت۔

فی صحيح ابن حبان، رقم: ۷۲۵۳، ذكر الخبر الدال على أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم ثقات عدول أخبرنا الحسين بن عبد الله القطان بالرقة قال حدثنا موسى بن مروان قال حدثنا وكيع عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابي فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا۔۔۔وفي قوله صلى الله عليه وسلم: "ألا ليبلغ الشاهد منكم الغائب"، أعظم الدليل على أن الصحابة كلهم عدول ليس فيهم مجروح ولا ضعيف إذ لو كان فيهم مجروح أو ضعيف أو كان فيهم أحد غير عدل لاستثنى في قوله صلى الله عليه وسلم وقال ألا ليبلغ فلان وفلان منكم الغائب فلما أجملهم في الذكر بالأمر بالتبليغ من بعدهم دل ذلك على أنهم كلهم عدول وكفى بمن عدله رسول الله صلى الله عليه وسلم شرفا۔ (صحيح ابن حبان: ۱۶/۲۲۱، مؤسسة الرسالة، بيروت)

قال الشاطبی: وفي الثانية (أی: قوله: وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا) إثبات العدالة مطلقا۔۔۔ فإن من بعد الصحابة من أهل السنة عدلوا الصحابة على الإطلاق والعموم؛ فأخذوا عنهم رواية ودراية من غير استثناء ولا محاشاة، بخلاف غيرهم؛ فلم يعتبروا منهم إلا من صحت إمامته وثبتت عدالته، وذلك مصدق لكونهم أحق بذلك المدح من غيرهم، فيصح أن يطلق على الصحابة أنهم خير أمة بإطلاق، وأنهم وسط -أي: عدول- بإطلاق، وإذا كان كذلك؛ فقولهم معتبر، وعملهم مقتدى به، وهكذا سائر الآيات التي جاءت بمدحهم۔ (الموافقات: ۴/۴۴۷، الدليل الثاني: السنة، دار ابن عفان، بيروت)

قال الامام أبو حنيفة: ولا نذكر أحدا من أصحاب رسول الله ﷺ الا بخير۔ (الفقه الأكبر، ص: ۹، دائرة المعارف، حيدرآباد)

قال الطحاوی: ونحب أصحاب رسول الله ﷺ ولا نفرط فی حب أحد منهم، ولا نتبرأ من أحد منهم، ونبغض من يبغضهم، وبغير الخير يذكرهم ولا نذكرهم الا بخير وحبهم دين وايمان واحسان وبغضهم كفر ونفاق وطغيان۔ (العقيدة الطحاوية، ص: ۲۹، دار ابن حزم، بيروت)

قال ابن الهمام: واعتقاد أهل السنة تزكية جميع الصحابة والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى عليهم اذ قال: كنتم خير أمة أخرجت للناس وكذا رسول الله صلى الله عليه وسلم روی عنه: أصحابی كالنجوم ولو أنفق أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه وما جرى بين معاوية وعلى رضی الله عنهما كان مبنيا على الاجتهاد۔ (المسايرة فی علم الكلام، ص: ۱۲۸، الأصل الثامن، المطبعة المحمودية التجارية، مصر)

قال العلامة محب الله بن عبد الشكور: الأكثر من أهل القبلة وهم أهل السنة والجماعة، قالوا: الأصل فی الصحابة العدالة، فلا يحتاج

الی التزکیة۔ (مسلم الثبوت مع شرحه فواتح الرحموت: ۲/ ۱۵۵)

قال ابن أمير حاج: وقال السبكي والقول الفصل أنا نقطع بعدالتهم من غير التفات إلى هذيان الهاذين وزيغ المبطلين وقد سلف اكتفاؤنا في العدالة بتزكية الواحد منا فكيف بمن زكاهم علام الغيوب الذي لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في الأرض ولا في السماء في غير آية وأفضل خلق الله الذي عصمه الله عن الخطأ في الحركات والسكنات محمد - صلى الله عليه وسلم - في غير حديث ونحن نسلم أمرهم فيما جرى بينهم إلى ربهم جل وعلا ونبرأ إلى الملك سبحانه ممن يطعن فيهم ونعتقد أن الطاعن على ضلال مهين وخسران مبين ــ والكل عدول - رضي الله عنهم - فهم نقلة هذا الدين وحملته الذين بأسيافهم ظهر وبألسنتهم انتشر ولو تلونا الآي وقصصنا الأحاديث في تفضيلهم لطال الخطاب فهذه كلمات من اعتقد خلافها كان على زلل وبدعة فليضمر ذو الدين هذه الكلمات عقدا ثم ليكف عما جرى بينهم فتلك دماء طهر الله منها أيدينا فلا نلوث بها ألسنتنا انتهى (التقرير والتحبير: ۲/ ۲۶۰، مسألة عدالة الصحابة، دار الكتب العلمية، بيروت)

قال آل تيمية: الذى عليه سلف الأمة وجمهور الخلف: أن الصحابه رضى الله عنهم عدول بتعديل الله تعالى لهم۔ (المسودة فى أصول الفقه، ص: ۲۹۲، دار الكتاب العربى، بيروت)

قال ابن تيمية: خلاصة مذهب أهل السنة في أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومن أصول أهل السنة والجماعة: سلامة قلوبهم وألسنتهم لأصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كما وصفهم الله به في قوله: {والذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا إنك رءوف رحيم (الحشر) وطاعة للنبي صلى الله عليه وسلم في قوله: »لا تسبوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده، لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا، ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه۔ (العقيدة الواسطية: ۱/ ۱۱۵، الباب الخامس، الفصل الثانى، أضواء السلف، رياض)

قال ابن الصلاح: للصحابة بأسرهم خصيصة، وهي أنه لا يسأل عن عدالة أحد منهم، بل ذلك أمر مفروغ منه، لكونهم على الإطلاق معدلين بنصوص الكتاب والسنة وإجماع من يعتد به في الإجماع من الأمة. (مقدمة ابن الصلاح: ۱/ ۲۹۴، النوع التاسع والثلاثون، دار الفكر، بيروت)

وقال: إن الأمة مجمعة على تعديل جميع الصحابة، ومن لابس الفتن منهم فكذلك بإجماع العلماء الذين يعتد بهم في الإجماع، إحسانا للظن بهم، ونظرا إلى ما تمهد لهم من المآثر، وكأن الله - سبحانه وتعالى - أتاح الإجماع على ذلك لكونهم نقلة الشريعة. (مقدمة ابن الصلاح: ۱/ ۲۹۵، النوع التاسع والثلاثون، دار الفكر، بيروت)

قال القاضى أبو الوليد الباجى: الصحابة كلهم عندنا عدول بتعديل الله تعالى لهم واخباره عن طهارتهم وتفضيل النبى ﷺ لهم، فلا يحتاج الى السؤال عن حالهم، وقال قوم من المبتدعة: حالهم فى وجوب السؤال عن عدالتهم حال غيرهم من الأمة۔ (احكام الفصول، ص: ۳۷۴، دار الغرب الاسلامى)

قال ابن حجر: اتفق أهل السنة على أنّ الجميع عدول، ولم يخالف في ذلك إلا شذوذ من المبتدعة۔۔۔وقد كان تعظيم الصحابة- ولو كان اجتماعهم به صلّى الله عليه وسلم قليلا- مقررا عند الخلفاء الراشدين وغيرهم۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة: ۱/۱۶۳، الفصل الثالث فی بیان حال الصحابة من العدالة، دار الکتب العلمية، بیروت)

قال النووی: الصحابة كلهم عدول، من لابس الفتن وغيرهم بإجماع من يتعد به۔ (التقريب: ۱/۹۴، النوع التاسع والثلاثون، دار الكتاب العربی، بیروت)

قال السیوطی: والقول بالتعميم هو الذي صرح به الجمهور وهو المعتبر۔ (تدريب الروای: ۲/۶۷۵، النوع التاسع والثلاثون، الثانی: الصحابة كلهم عدول من لابس الفتن وغيرهم بإجماع من يعتد به، دار طيبة، بیروت)

قال العراقی: إنّ جميعَ الأمةِ مُجمِعَةٌ على تعديلِ مَنْ لم يلابسِ الفتنَ منهم. وأما مَنْ لابسَ الفتنَ منهم - وذلك من حينِ مقتلِ عثمانَ - فأجمعَ مَنْ يُعتدُّ به أيضاً في الإجماعِ على تعديلِهم إحساناً للظنِّ بهم، وحملاً لهم في ذلك على الاجتهاد۔۔۔وذهبتِ المعتزلةُ إلى فِسقِ مَنْ قاتلَ علياً منهم۔۔۔والذي عليهِ الجمهورُ كما قالَ الآمديُّ وابنُ الحاجبِ: إنَّهم عدولٌ كلُّهم مطلقاً. وقالَ الآمديُّ: إنَّهُ المختارُ، وحكى ابنُ عبدِ البَرِّ في " الاستيعابِ " إجماعَ أهلِ الحقِّ منَ المسلمينَ، وهمْ أهلُ السنَّةِ والجماعةِ على أنَّ الصحابةَ كلَّهم عدولٌ.(شرح التبصرة والتذكرة: ۲/۱۳۰، معرفة الصحابة، الصحابة كلهم عدول، دار الکتب العلمية، بیروت)

قال الامام الغزالی: والذي عليه سلف الأمة، وجماهير الخلف، أن عدالتهم معلومة بتعديل الله عز وجل إياهم وثنائه عليهم في كتابه، فهو معتقدنا فيهم إلا أن يثبت بطريق قاطع ارتكاب واحد لفسق مع علمه به، وذلك مما لا يثبت فلا حاجة لهم إلى التعديل قال الله تعالى: {كنتم خير أمة أخرجت للناس} وقال تعالى: {وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس} وهو خطاب مع الموجودين في ذلك العصر. وقال تعالى: {لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة} وقال عز وجل: {والسابقون الأولون} وقد ذكر الله تعالى المهاجرين والأنصار في عدة مواضع وأحسن الثناء عليهم، وقال: - صلى الله عليه وسلم - "خير الناس قرني ثم الذين يلونهم" وقال: - صلى الله عليه وسلم - »لو أنفق أحدكم ملء الأرض ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه« وقال - صلى الله عليه وسلم -: »إن الله اختار لي أصحابا وأصهارا وأنصارا، فأي تعديل أصح من تعديل علام الغيوب - سبحانه - وتعديل رسوله - صلى الله عليه وسلم -؟ كيف ولو لم يرد الثناء لكان فيما اشتهر وتواتر من حالهم في الهجرة والجهاد وبذل المهج والأموال وقتل الآباء والأهل في موالاة رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ونصرته كفاية في القطع بعدالتهم؟(المستصفی: ۱/۱۳۰، الفصل الرابع فی عدالة الصحابة رضی الله عنهم، دار الکتب العلمية، بیروت)

قال القرطبی: فالصحابة كلهم عدول، أولياء الله تعالى وأصفياؤه، وخيرته من خلقه بعد أنبيائه ورسله. هذا مذهب أهل السنة، والذي عليه الجماعة من أئمة هذه الأمة. وقد ذهبت شرذمة لا مبالاة بهم إلى أن حال الصحابة كحال غيرهم، فيلزم البحث عن عدالتهم. ومنهم من فرق بين حالهم في بداءة الأمر فقال: إنهم كانوا على العدالة إذ ذاك، ثم تغيرت بهم الأحوال فظهرت فيهم الحروب وسفك الدماء، فلا بد من البحث. وهذا مردود، فإن خيار

دَارُالافتاء دارالعُلوم دیوبند
DARUL IFTA DARUL-ULOOM, DEOBAND
Pin - 247554 U. P. India
E-mail: mohtamim@darululoom-deoband.com

حوالہ .... التاریخ: ....

الصحابة وفضلاءهم كعلي وطلحة والزبير وغيرهم رضي الله عنهم ممن أثنى الله عليهم وزكاهم ورضي عنهم وأرضاهم ووعدهم الجنة بقوله تعالى "مغفرة وأجرا عظيما". وخاصة العشرة المقطوع لهم بالجنة بإخبار الرسول هم القدوة مع علمهم بكثير من الفتن والأمور الجارية عليهم بعد نبيهم بإخباره لهم بذلك. وذلك غير مسقط من مرتبتهم وفضلهم، إذ كانت تلك الأمور مبنية على الاجتهاد، وكل مجتهد مصيب۔ (تفسير القرطبی، سورة الفتح، الآية: ۲۹)

قال الملاعلی القاری: ذهب جمهور العلماء الى أن الصحابة رضی الله عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان و علی و كذا بعدها۔ (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۱، بحواله فتاوی محمودیه: ۱۹۴/۲، دار المعارف، دیوبند)

قال ابن كثير: وقول المعتزلة: الصحابة عدول إلا من قاتل علياً -: قول باطل مرذول ومردود. وقد ثبت في صحيح البخاري عن رسول لله صلى لله عليه وسلم أنه قال - عن ابن بنته الحسن بن علي، وكان معه على المنبر: "إن ابني هذا سيد، وسيصلح الله به بين فئتين عظيمتين من المسلمين". وظهر مصداق ذلك في نزول الحسن لمعاوية عن الأمر، بعد موت أبيه علي، واجتمعت الكلمة على معاوية، وسمي "عام الجماعة". وذلك سنة أربعين من الهجرة: فسمي الجميع "مسلمين"۔ (الباعث الحثيث: ۱۸۲/۱، النوع التاسع والثلاثون: معرفة الصحابة، دار الكتب العلمية، بيروت)

قال ابن الأثير: الصحابة - رضي الله عنهم أجمعين - جميعهم عدول بتعديل الله تعالى ورسوله - صلى الله عليه وسلم -، لا يحتاجون إلى بحث عن عدالتهم. وعلى هذا القول معظم المسلمين من الأئمة والعلماء من السلف والخلف. وذهب جمهور المعتزلة إلى أن عائشة وطلحة والزبير ومعاوية. وجميع أهل العراق والشام فسّاق بقتالهم الإمام الحق، يعنون عليا كرم الله وجهه. وكل هذا جرأة على السلف تخالف السنة، فإن ما جرى بينهم كان مبنيا على الاجتهاد، وكل مجتهد مصيب والمصيب مثاب، والمخطئ معذور، لا تردُّ شهادته. (جامع الأصول: ۱۳۳/۱، الفرع الثالث، مكتبة دار البيان)

قال النووی: واعلم أن سب الصحابة رضي الله عنهم حرام من فواحش المحرمات سواء من لابس الفتن منهم وغيره لأنهم مجتهدون في تلك الحروب متأولون كما أوضحناه في أول فضائل الصحابة من هذا الشرح قال القاضي وسب أحدهم من المعاصي الكبائر ومذهبنا ومذهب الجمهور أنه يعزر۔ (شرح النووی علی مسلم: ۹۳/۱۶، باب تحريم سب الصحابة، باب احياء التراث العربی، بيروت)

قال الخطيب البغدادی: أخبرنا أبو منصور محمد بن عيسى الهمذاني، ثنا صالح بن أحمد الحافظ، قال: سمعت أبا جعفر أحمد بن عبيد يقول: سمعت أحمد بن محمد بن سليمان التستري، يقول: سمعت أبا زرعة، يقول: »إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه زنديق، وذلك أن الرسول صلى الله عليه وسلم عندنا حق، والقرآن حق، وإنما أدى إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم أولى وهم زنادقة۔ (الكفاية فی علم الرواية: ۴۹/۱، المكتبة العلمية، المدينة المنورة)

قال الشاه ولی الله الدهلوی: ونكف ألسنتنا عن ذكر الصحابة الا بخير، وهم أئمتنا وقادتنا فی الدين، وسبهم حرام وتعظيمهم واجب۔

(التفهيمات الالهية: ١/١٤٨، بحوالہ فتاوی رحیمیہ: ١/٢٠٦، مطبوعہ مکتبۃ الاحسان، دیوبند، نیز دیکھیے: تحفہ اثناعشریہ بحوالہ سابق)

قال ابن عساكر: عن عبد الملك بن عبد الحميد بن عبد الحميد بن ميمون بن مهران يقول قال لي أحمد بن حنبل يا أبا الحسن إذا رأيت رجلا يذكر أحدا من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يسوء فاتهمه على الإسلام۔ (تاريخ دمشق: ٥٩/٢١٠، حرف الميم، معاوية بن صخر أبي سفيان، دار الفكر، بيروت) كذا في حكم سب الصحابة لابن تيمية، ص: ٣٢، المطبعة الفنية، القاهرة۔

قال ابن عساكر: سئل عن رجل انتقص معاوية وعمرو بن العاص أيقال له رافضي قال إنه لم يجترئ عليهما إلا وله خبيئة سوء ما يبغض أحد أحدا من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إلا وله داخلة سوء۔ (تاريخ دمشق: ٥٩/٢١٠، حرف الميم، معاوية بن صخر أبي سفيان، دار الفكر، بيروت)

قال ابن عساكر: روي عن أبي عبد الرحمن النسائي أنه سئل عن معاوية بن أبي سفيان صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إنما الإسلام كدار لها باب، فباب الإسلام الصحابة، فمن آذى الصحابة إنما أراد الإسلام، كمن نقر الباب إنما يريد دخول الباب. قال: فمن أراد معاوية فإنما أراد الصحابة.(تاريخ دمشق: ٧١/١٧٥، حرف الألف، دار الفكر، بيروت) كذا في تهذيب الكمال: ١/٣٣٩، مؤسسة الرسالة، بيروت۔

قال ابن عساكر: عن موسى بن هارون يقول بلغني عن بعض أهل العلم وأظنه وكيع أنه قال معاوية بمنزلة حلقة الباب من حركه اتهمناه على من فوقه۔ (تاريخ دمشق: ٥٩/٢١٠، حرف الميم، معاوية بن صخر أبي سفيان، دار الفكر، بيروت)

قال السيد مرتضى الزبيدى: واعتقاد أهل السنة والجماعة تزكية جميع الصحابة رضى الله عنهم وجوبا باثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى وأثنى رسوله صلى الله عليه وسلم بعمومهم وخصوصهم فى آى من القرآن ---الى قوله: ومناقب الصحابة كثيرة وحقيق على المتدين أن يستصحب لهم ما كانوا عليه فى عهد رسول الله ﷺ فان نقلت هناة فليتدبر العاقل النقل وطريقه فان ضعف رده وان ظهر وكان آحادا لم يقدح فيما علم تواترا وشهدت به النصوص۔ (اتحاف الساة المتقين: ٢/٢٢٢، كتاب قواعد العقائد، الفصل الثالث، مؤسسة التاريخ العربى، بيروت)

قال ابن حجر: واتفق أهل السنة على وجوب منع الطعن على أحد من الصحابة بسبب ما وقع لهم من ذلك ولو عرف المحق منهم لأنهم لم يقاتلوا في تلك الحروب إلا عن اجتهاد وقد عفا الله تعالى عن المخطئ في الاجتهاد بل ثبت أنه يؤجر أجرا واحدا وأن المصيب يؤجر أجرين۔ (فتح البارى: ١٣/٣٤، كتاب الفتن، باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما، دار المعرفة، بيروت)

قال العينى: والحق الذي عليه أهل السنة الإمساك عما شجر بين الصحابة، وحسن الظن بهم، والتأويل لهم، وأنهم مجتهدون متأولون لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا، فمنهم المخطىء في اجتهاده والمصيب، وقد رفع الله الحرج عن المجتهد المخطىء في الفروع، وضعف أجر المصيب۔ (عمدة القارى: ١/٢١٢، باب وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما فسماهم المؤمنين، دار احياء التراث العربى، بيروت)

دَارُالافتاء دارالعُلوم دیوبَند
DARUL IFTA DARUL-ULOOM, DEOBAND
Pin - 247554 U. P. India
E-mail: mohtamim@darululoom-deoband.com

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

حوالہ ....

التاریخ: ....

قال الغزالی : واعتقاد أهل السنة تزكية جميع الصحابة والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم وما جرى بين معاوية وعلي رضي الله عنهما كان مبنياً على الاجتهاد۔ (احياء علوم الدين: ١/١١٥، كتاب قواعد العقائد، الفصل الثالث، دار المعرفة، بيروت)

قال القرطبی: لا يجوز أن ينسب إلى أحد من الصحابة خطأ مقطوع به، إذ كانوا كلهم اجتهدوا فيما فعلوه وأرادوا الله عز وجل، وهم كلهم لنا أئمة، وقد تعبدنا بالكف عما شجر بينهم، وألا نذكرهم إلا بأحسن الذكر، لحرمة الصحبة ولنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن سبهم، وأن الله غفر لهم، وأخبر بالرضا عنهم۔ (الحجرات، الآية: ٩)

قال الملا علی القاری: وما نقل فيما شجر بينهم واختلفوا فيه، فمنه ما هو باطل و كذب فلا يلتفت اليه، وما كان صحيحا أولناه تاويلا حسنا، لأن الثناء عليهم من الله تعالى سابق۔ (شرح الفقه الأكبر، ص: ١٧، بحواله فتاوی محمودیه: ٢/١٩٤، دار المعارف، دیوبند)

نیز دیکھیے : تالیفات رشیدیہ، ص: ۵۴۵، رسالہ ہدایۃ الشیعہ، مطبوعہ مکتبۃ الحق، ممبئی، فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۱۸/ ۴۵۲، ۴۵۳، سوال نمبر: ۶۴۳، ۶۴۴، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم دیوبند: کفایت المفتی: ۱/ ۳۳۳، جواب نمبر: ۳۲۲، مطبوعہ زکریا، دیوبند، احسن الفتاوی: ۱/ ۳۰۸، کتاب الایمان والعقائد، مطبوعہ: زکریا، دیوبند، فتاوی محمودیہ: ۲/ ۶۷ تا ۱۷، مطبوعہ: دارالمعارف، دیوبند، فتاوی رحیمیہ: ۱/ ۱۸۸ تا ۲۰۹، مطبوعہ مکتبۃ الاحسان، دیوبند، مقام صحابہ، مؤلفہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ، مطبوعہ مسعود پبلشنگ ہاؤس، دیوبند، عظمت صحابہ، مؤلفہ: محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمان اعظمیؒ، مطبوعہ مرکز تحقیقات وخدمات علمیہ، مئو۔ فقط واللہ تعالی اعلم بالصواب